ترکِ اسلام کے اسباب و محرکات: برِّصغیر کے نو مسیحی مُصنِّفین کی آپ بیتیوں اور سوانح عُمریوں سے پیدا شدہ اشکالات کے تجزیہ کی ضرورت وافادیت

The Causes and Motives of Relinquishing Islam: The Need and Benefit of the Analysis of the Doubts Caused by the Biographies and Auto-biographies of the Neo-Christian writers in the Subcontinent

شگفتہ نوید*

ڈاکٹر محمد ریاض محمود**

Abstract

Christianity is one of the most primitive and majority religion of the entire world. Its majority in numbers all over the world is an admitted fact but in the Indian Sub-Continent it has not been able to attain such status. The arrival and dominance of the western nations, generally, but the British imperialism, specially, is one of the most prominent factors of the propagation of Christianity in the Sub-Continent of India. The Christian priests started an organized movement against Islam with the help of The British Rule. A small number of Muslims abandoned their belief and embraced Christianity because of this partial movement and the political, socio-economic and religious dominance of the British. These newly converted Christians compiled and published anti-Islam material in the form of books and journals. A few of them described the reasons of their discard of Islam through autobiographies. The life history and character of such people was also presented in the form of biographies after their death by their successors. These autobiographies and biographies are an important, essential and peculiar part of the prejudiced literature written against Islam. The study of this biased and sensitive literature is extremely necessary. This research article has been compiled to fulfill the educational, religious and ideological needs of the researchers and literary circles of the comparative studies of different religions.

Keywords: Autobiographies, Biographies, Christianity, Islam, Indian Sub-Continent, Prejudiced Literature

مختلف مذاہب کے پیش کردہ عقائد اور اُن کی بنیاد پر فروغ پانے والے افکار و نظریات کا تجزیہ علمی و عملی شعبہ ہائے حیات میں بیش بہا افادیت کا حامل ہے۔مذہب چونکہ انسان کی فطری،روحانی،معاشرتی،اخلاقی اور تہذیبی ضرورت ہے اس لئے اس کی اہمیت کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔انسان کی حقیقت،خالقِ

---

*ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی شعبہ علوم اسلامیہ،GIFTیونیورسٹی، گوجرانوالہ

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

انسان کی حیثیت و قُدرت ،انسانی شرف و عظمت ، خیر وشر میں امتیاز ، علم و عرفان کا حُصول ،حیات بعد الموت کی نوعیت اور کائنات کے مختلف اجزاء و عوامل سے متعلق لا تعداد سوالات کے جوابات صرف مذہب اور اس کی تعلیمات سے حاصل ہونے والے عُلوم و معارف ہی دے سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مذہب سے متعلق مطالعات کو ہمیشہ اہمیت دی جاتی رہی ہے۔[1] مختلف مذاہب کے بانیان اور ان کے اختیار کردہ عقائد و عبادات اور رسوم کا مطالعہ بہت سے پہلوؤں کے حوالے سے قدر و قیمت کا حامل رہا ہے۔اس مخصوص پسِ منظر میں بین المذہبی مطالعہ کی حیثیت ایک ایسے چراغ کی سی ہے جس کی روشنی میں مختلف اقوام کے عُروج وزوال کی وجوہات اور ان کے اثرات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔اس سنجیدہ علمی و فکری سر گرمی سے تلاشِ حق میں مدد ملتی ہے ،انسانی ذہانت کو ارتقاء نصیب ہوتا ہے ،انسانوں کے ذہنی رویّوں کی شناخت ہوتی ہے اور علم واستدلال میں وُسعت آتی ہے۔یہی وہ علمی وظیفہ ہے جس سے ضد اور انا کے بُت پاش پاش ہو جاتے ہیں،ذاتی اغراض و تعصّبات بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اور وہ حقائق سامنے آتے ہیں جو اس دُنیا میں انسان کی سلامتی و بقاء اور آخرت میں نجات کی جانب رہنمائی کرتے ہیں۔[2] بین المذہبی مطالعات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر مسلمانوں نے ہمیشہ اسلام کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کا بھی مطالعہ کیا ہے۔اس سے نہ صرف یہ کہ مذہبی عقائد و روایات کے تاریخی تسلسل کا علم حاصل ہوتا ہے بلکہ اکثر اوقات دفاعِ اسلام کی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے۔تاریخ کے مختلف مراحل میں مسلمانوں کو مختلف مذاہب کے حاملین سے علمی کشمکش کا سامنا رہا ہے۔اس ضمن میں مسیحیت کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ اس سے اسلام کے مکالمے کا آغاز پیغمبرِ اسلام ﷺ کے دور سے ہی ہو گیا تھا۔ورقہ بن نوفل ، حبشہ کا حکمران نجاشی اور وفد نجران (۹ھ) عہدِ رسالت ﷺ میں مسلم — مسیحی مکالمہ کے اہم شواہد ہیں۔ مسیحیت سے وابستہ بہت سے سلیم الفطرت اشخاص نے اسی باسعادت دور میں قُبولِ اسلام کا شرف پا لیا تھا۔ان خوش نصیبوں میں عدی بن حاتم ، تمیم داری ،اشرف حبشی ،جارود بن عمرو اور سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی کُتبِ سیرت و تاریخ کی زینت بنے ہیں۔[3] علم و فکر اور مسلک و عقیدہ کے ضمن میں یہ نتیجہ خیز اور خیر خواہی پر مشتمل مکالمہ دونوں مذاہب کی مشترک تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔کُتبِ تاریخ میں درج یہ تذکرے اس حقیقت کے عکاس ہیں کہ مسلمانوں کی مسیحیوں سے علمی و تحقیقی اُمور پر گفتگو ظہورِ اسلام کے ساتھ ہی شروع ہو گئی تھی۔بعد ازاں بہت سے مسلم علماء نے مسیحیت

کے عقائد وافکار پر نقد کے لئے جو باقاعدہ کتب تحریر کیں ان میں امام قاسم الرسیؒ(م۲۴۶ھ) کی "الرد علی النصاریٰ"،[4] ابنِ ربّن طبریؒ (م۲۴۷ھ) کی "الدین والدولۃ فی اثبات النبی محمد ﷺ"،[5] جاحظ (م۲۵۵ھ) کی "المختار فی الرد علی النصاریٰ"،[6] ابنِ حزم ظاہریؒ(م۴۵۶ھ) کی "الفصل فی الملل والاھواء النحل"،[7] امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) کی "الرد الجمیل لا لھیۃ عیسیٰ بصریح الانجیل"،[8] امام نجم الدین الزاہدیؒ(م۶۵۸ھ) کی "الرسالۃ الناصریۃ"،[9] امام ابوالبقاء جعفری(م۶۸۸ھ) کی "الرد علی النصاریٰ"[10] کے علاوہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ(م۷۲۸ھ) کی "الرسالۃ القبرصیۃ"[11] اور "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح"[12] کو علمی حلقوں میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ مسلم علماء میں میسحیت سے متعلق تحقیق، تفتیش اور تنقید کا یہ بامقصد سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ برصغیر پاک وہند میں ان تحقیقی و تقابلی مطالعات کا ایک منفرد سیاسی پس منظر ہے جسے پرتگیزیوں، ولندیزیوں، فرانسیسیوں اور انگریزوں کی آمد کے مخصوص حوالے سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔[13] برصغیر میں فروغِ میسحیت کے لئے بھرپور وسائل کی فراہمی اور منظم و مربوط طریقہء کار کا استعمال اس وقت تک فہم وشعور سے بالاتر رہتا ہے جب تک برطانوی نوآبادیات کے فکرو فلسفہ کو سمجھنے کی سنجیدہ کوشش نہ کی جائے۔اس تحقیق و تجزیہ کی اشد ضرورت ہے کہ انگریزی اقتدار کے آتے ہی قلم و قرطاس سے وابستہ بعض کم زور ایمان کے حاملین نے اسلام ترک کرکے کیوں میسحیت کو قبول کرلیا۔ علاوہ ازیں اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں انگریز کی برصغیر سے روانگی کے بعد قُبولِ میسحیت کا سلسلہ رُک چکا ہے۔

میسحیت ایک قدیم الہامی مذہب ہے جسے عددی اعتبار سے دنیا کے بڑے مذاہب میں شمار کیا جاتا ہے مگر برِّ صغیر کے ساتھ میسحیت کا تجربہ قدرِ مختلف احوال ونتائج کا حامل رہا ہے۔اوراقِ تاریخ اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ یہ مذہب کبھی بھی برِّصغیر میں اکثریتی حیثیت اختیار نہیں کرسکا۔ علاوہ ازیں اس مخصوص سرزمین پر اس کی ابتداء سے متعلق بھی کوئی حتمی رائے قائم کرنا نہایت مشکل ہے۔اکثر مسیحی مؤرخین کا خیال ہے کہ یہاں اُن کے مذہب کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معروف حواری "توما" کے آنے سے ہوا۔[14] ایک مذہبی طبقے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ ہندوستان میں کشمیر کے علاقے میں تشریف لائے اور یہیں دفن ہوئے۔[15] مسلمان اور عیسائی، دونوں حلقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اس انکشاف کو قطعی طور پر تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں یہ

ابہام بھی موجود ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہندوستان تشریف لائیں، وہ کشمیر کی جانب محوِ سفر تھیں کہ مری کے مقام پر ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت سے ہی یہ مقام میری (Marry) کہلایا، بعض ازاں یہی مقام مری کے نام سے معروف ہوا۔[16] علاوہ ازیں ہندوستان میں مسیحیت کا ایک اہم تاریخی حوالہ برتلمائی کی آمد کو سمجھا جاتا ہے، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری تھے۔ مسیحی کتبِ تاریخ میں ہے کہ انہوں نے مالا بار یا بمبئی میں مسیحیت کے فروغ کے لئے اہم اقدامات کئے۔[17] برِّصغیر میں مسیحیت کے ورود اور اس کی قدامت کا حتمی تعین نہ ہونے کا ایک اہم سبب باوثوق تاریخی مصادر کی عدمِ دستیابی ہے۔ اس تاریخی الجھاؤ کے باوجود یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ برِصغیر میں مسیحیت کے بھرپور تعارف کا سہرا مغربی اقوام کی آمد کے سر ہے۔ پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی میں جن مغربی اقوام نے برِصغیر کا رُخ کیا ان تمام کا مذہب مسیحیت تھا مگر ان کے تجارتی و سیاسی مفادات الگ الگ تھے۔ مفادات کے ٹکراؤ کے نتیجے میں باہمی کشمکش کا آغاز ہوا۔ صنعتی، تجارتی، سیاسی اور نفسیاتی تناؤ کے اس ماحول میں انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کو غلبہ حاصل ہوا۔ یاد رہے کہ اس وقت برِصغیر میں مغلوں کی حکومت تھی، مغل حکمران اپنی داخلی و عسکری کمزوریوں کی وجہ سے ان غیر ملکیوں کی باہمی کشمکش میں کوئی کردار ادا نہ کر سکے۔ انگریز کا غلبہ دیگر مغربی اقوام تک محدود نہ رہا، اس نے مقامی مغل حکومت کی بھی چھٹی کرا دی اور خود اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اقتدار کی بقاء اور سیاسی استحکام کے لئے اس نے اپنے مذہب یعنی مسیحیت کے فروغ کے لئے بھرپور سیاسی، انتظامی، مالی، تعلیمی اور تبلیغی اقدامات کئے۔[18] تعلیمی اداروں، مشنری کتب و رسائل، شفاخانوں اور تبشیری سرگرمیوں کا جال پورے ملک میں پھیلا دیا گیا۔ سابقہ حکمرانوں کے مذہب یعنی اسلام کو کمزور کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا گیا۔ مغربی ممالک کے بہت سے پادری برِّصغیر آئے[19] اور انہوں نے سرکاری وسائل کو استعمال کر کے نہ صرف یہ کہ مسیحیت کی تعلیمات کو عام کیا بلکہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ پر کڑی تنقید کی۔ مسلمانوں کو اسلامی عقائد و تعلیمات سے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ قرآن، حدیث، سیرت، فقہ اور دیگر مصادرِ اسلامیہ پر اپنے مخصوص نقطہء نظر سے تنقیدات کیں۔ کُتب و رسائل اور علمی مجالس کے ذریعے مسلمانوں پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی گئی۔[20] مذہبی، تعلیمی اور تبلیغی کوششوں کے ساتھ ساتھ سرکاری اور مالی وسائل کا بھی بھرپور استعمال کیا گیا۔[21] تبدیلیء مذہب یعنی قبولِ مسیحیت کے لئے نوازشات و ترغیبات کا اہتمام کیا گیا۔ دلچسپ امر یہ ہے

کہ کوئی مسلمان کسی مسیحی پادری یا مناظر کے دلائل سن کر اسلام سے منحرف نہیں ہوا۔ قبولِ مسیحیت کے لئے اگر کسی خُفیہ عامل قوت نے کوئی ترغیب فراہم کی تھی تو وہ معاشی لالچ یا سیاسی اثر ورسوخ کا ہی کرشمہ تھا کیونکہ مسیحیت قبول کرنے والے افراد کو اہم سماجی رتبہ ملتا تھا۔ انگریز حکومت کی فراہم کردہ سہولیات کی چھتری سے استفادہ کرنے کے لئے کچھ لوگوں نے اپنے ایمان تک کی پرواہ نہ کی۔

برّ ِصغیر کے مسلم علماء نے اس سرکاری روش اور الزاماتی ماحول کا سنجیدگی سے جائزہ لیا اور دفاعِ اسلام کے لئے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ مسیحی پادریوں کے سیاسی عزائم اور مذہبی کمزوریوں کو واضح کیا، عام لوگوں میں اسلامی عقائد اور مسلم تہذیب و تمدن کے تحفظ کا داعیہ بیدار کیا، ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی سیاسی شکست کے باوجود اسلام کو بطورِ دین و معاشرت مسلمانوں کی زندگی میں فعال و متحرک رکھا، ایسا مذہبی ادب تخلیق کیا جس نے اسلام کے بارے میں مسیحیوں کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کو نہ صرف یہ کہ دور کیا بلکہ مسیحیت اور جدید مغربی فکر و فلسفہ کی خامیوں کی نشاندہی بھی کی۔[22] فکرِ اسلامی کے تحفظ و احیاء کے لئے مسلم علماء کی اس شاندار اور طویل جدوجہد کے باوجود چند مسلمان اپنا مذہب تبدیل کر کے حلقہء مسیحیت میں داخل ہو گئے۔ ان نو مسیحیوں میں کچھ ایسے اہلِ قلم بھی شامل تھے جنہوں نے نہ صرف یہ کہ مسیحیت کی ترویج و اشاعت میں فعال کردار ادا کیا بلکہ اپنے سابقہ مذہب یعنی اسلام پر کڑی تنقیدات کیں۔[23] جانب دار، فساد زدہ اور اشتعال انگیز ماحول کو قائم رکھنے اور اسے مزید خطرناک بنانے کے لئے کُتب و رسائل کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ بعض حضرات نے اپنی تبدیلیء مذہب کی رُوداد کو "آپ بیتی" کی شکل میں تحریر کیا۔ علاوہ ازیں بعض حضرات ایسے ہیں جن کی قبولِ مسیحیت کی کہانی کو اُن کی زندگی میں یا اُن کی وفات کے بعد "سوانح عمری" کی شکل میں کسی دوسرے شخص نے مدّون کیا۔ یاد رہے کہ "آپ بیتی" اور "سوانح عمری" کو علم و ادب اور فکر و نظر کے میادین میں بڑی اہم اور منفرد حیثیتیں حاصل ہیں۔[24] ترکِ اسلام کا فیصلہ کرنے والے ان نو مسیحی حضرات کی جو آپ بیتیاں ابتدائی تحقیق و تلاش کے نتیجے میں دستیاب ہوئی ہیں ان میں پادری عماد الدین (م ۱۹۰۰ء) کی "واقعاتِ عمادیہ"[25]، پادری برکت اللہ (م ۱۹۶۰ء) کی "کربلا سے کلوری تک"[26]، پادری سلطان محمد پال (م ۱۹۶۹ء) کی "میں کیوں مسیحی ہو گیا؟"[27]، پادری عبد الحق (م ۱۹۸۰ء) کی "میرے مسیحی ہونے کی حقیقت"[28]، پادری صفدر علی کی "نیاز نامہ"[29]، علامہ امیر اللہ علوی کی "میں زندہ مسیح کے قدموں میں کس طرح پہنچا"[30]، غلام مسیح نعمان کی "میرا فضل تیرے لئے کافی ہے"[31]،

جے علی بخش کی "سفرِ دکن"[32]، ڈاکٹر ابراہیم خان عمر خان دیشمکھ کی "جستجوئے حق"[33] اور بلقیس شیخ کی "میں نے اسے باپ کہنے کی جرأت کی"[34] شامل ہیں۔ اسی طرح جو سوانح عمریاں مل سکی ہیں ان میں شیخ میخائل منصور کی "شیخ میخائل منصور کیوں مسیحی ہوئے؟" (از شیخ کامل منصور)[35]، ڈاکٹر مہر جان کی "خادمِ حق - آنجہانی ڈاکٹر مہر جان کی کہانی" (از پادری اصغر فضل الٰہی پال)[36]، پادری ایم اسماعیل کی "پادری ایم اسماعیل کے حالاتِ زندگی" (از ولیم جی ینگ)[37]، آماتوالدینو کی "آماتوالدینو" (از فادر افتخار مون)[38]، بشپ سبحان کی "بشپ سبحان - ایک صوفی کی داستانِ حیات" (از بشپ عبدالسبحان)[39]، ایس - جے امام دین کی "فدائے صلیب"[40] اور پادری امام دین شہباز کی "عصرِ حاضر کا داؤد" (از عظیم عامر)[41] شامل ہیں۔ اسی نوعیت کی دیگر آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کو مزید تحقیق و جستجو کے ذریعے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ برِ صغیر کی مذہبی و علمی میراث سے متعلق یہ بے مثال اور حسّاس مواد نو مسیحی مصنفین کے حسب و نسب، داخلی و خارجی کیفیات، تجربات، مشاہدات، محسوسات، نظریات اور عقائد کے بارے میں ہی معلومات فراہم نہیں کرتا بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعتراضات اور الزامات کی یلغار کے پسِ منظر سے متعلق حقائق جاننے کا ایک معتبر ذخیرہ بھی ہے۔ اس مخصوص مذہبی پسِ منظر میں اس سوانحی مواد کا سنجیدہ مطالعہ و تجزیہ اسلامی عقائد و روایات کے دفاع و تحفظ کا ایک لازمی تقاضا ہے۔ یہ آپ بیتیاں اور سوانح عمریاں مسیحیوں کے اسلام کے خلاف تشکیل دیئے گئے متعصّبانہ ادب کا ایک اہم اور منفرد حصہ ہیں۔ ان میں انسانی نفسیات و جذبات کا سہارا لے کر قرآن، حدیث، سیرت، فقہ، تصوف، خلافتِ راشدہ، مسلم فکر اور دیگر اسلامی عقائد و تعلیمات پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔

برِّصغیر کے مخصوص نو آبادیاتی پسِ منظر میں نہایت ضروری ہے کہ ان آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کے حقیقی پسِ منظر پر تحقیقی نظر کی جائے۔ اس ضمن میں برِ صغیر میں تاریخ مسیحیت کے مختلف ادوار و مراحل کا جائزہ لیا جائے، تبشیری نظام کے خدّ و خال کے ساتھ ساتھ قبولِ مسیحیت کی تحریک اور اس کی رفتار کا تجزیہ کیا جائے۔ نو مسیحی مصنفین کے احوال و آثار کا ناقدانہ جائزہ لیا جائے خصوصاً بطورِ مسلمان ان کے علمی و سماجی مقام پر غور کیا جائے نیز ان کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کے منہج و اُسلوب پر تنقیدی نگاہ ڈالی جائے۔ نصوص و عقائدِ اسلامیہ اور مسلمانوں کے رویوں پر ہونے والے اعتراضات کا غیر جانب دارانہ مطالعہ کیا جائے، ترکِ اسلام اور قبولِ مسیحیت کے حقیقی اسباب کی تلاش کی جائے، ان آپ بیتیوں اور

سوانح عمریوں کے علمی و فکری، ادبی و فنی اور سیاسی و سماجی اثرات کا ناقدانہ جائزہ لیا جائے۔ شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی مصادر کی روشنی میں ان اعتراضات و الزامات اور دیگر پسِ پردہ اُمور کا تجزیہ مسلمانوں کے علمی و فکری حلقوں خصوصاً تقابلی مطالعات اور تاریخِ مذاہب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ برِّصغیر میں مذاہب سے متعلق تقابلی ادب میں ترکِ اسلام کا فیصلہ کرنے والے نو مسیحی مصنّفین کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کو بڑا اہم علمی، تاریخی اور تہذیبی مقام حاصل ہے۔ مسیحیوں کی الزاماتی اور مناظرانہ روش کی تفہیم میں اس نادر و منفرد تحریری مواد کا مطالعہ و تجزیہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اس مخصوص پسِ منظر میں یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کا براہ راست تعلق مذہب، معاشرت، معیشت، سیاست، ادب، بین المذاہب مطالعات، تاریخِ مذاہب خصوصاً برِصغیر میں مسلمانوں اور مسیحیوں کی تاریخ اور ان کی باہمی کشمکش سے ہے۔اسی کثیر الجہتی اہمیت کے پیشِ نظر اس موضوع کے بہت سے ضمنی پہلوؤں کے متعلقات پر جامعات میں تحقیقی و تنقیدی مقالات تحریر کئے گئے ہیں، پی ایچ ڈی کی سطح پر لکھے گئے مقالات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

1. "مولانا رحمت اللہ کیرانوی: حیات و خدمات" از ڈاکٹر محمد عبد اللہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۳ء
2. "مذاہبِ باطلہ کے رد میں مؤلفین تفسیر ثنائی و حقانی کی کاوشیں" از حافظ محمد اسرائیل فاروقی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۳ء
3. "اناجیل اربعہ کے اہم مضامین کا تحقیقی جائزہ۔قرآنِ حکیم کی روشنی میں" از محمد ایاز خان، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۴ء
4. " برصغیر میں مسیحی سکالرز کا پیش کردہ قرآنی لٹریچر (۱۸۳۷ء - ۱۹۴۷ء): ایک تاریخی، تحقیقی و تنقیدی جائزہ" از ڈاکٹر ساجد اسد اللہ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور، ۲۰۰۹ء
5. "برِّصغیر کے مسیحی مصنّفین کا پیش کردہ سیرتی ادب۔ تحقیقی جائزہ " از ڈاکٹر محمد طیب، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، ۲۰۱۰ء
6. "برصغیر میں مسلم۔مسیحی مناظرانہ ادب (۱۸۵۷ء- ۱۹۴۷ء): تحقیقی و تنقیدی جائزہ" از ڈاکٹر محمد ریاض محمود، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء

7. "مطالعہ بائبل کا قرآنی تصور، مکالمہ بین المذاہب کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ"از حافظ نبلیٰ خاکوانی، بہاؤالدین زکریایونیورسٹی، ملتان، ۲۰۱۵ء

8. "ملتان میں مسلم مسیحی معاشرتی تعلقات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی و تنقیدی جائزہ"از محمد عرفان واحد، بہاؤالدین زکریایونیورسٹی، ملتان، ۲۰۱۵ء

موضوعِ زیرِ بحث سے متعلق جو مقالات ایم فل کی سطح پر لکھے گئے ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

1. "اسلام اور عیسائیت کے عائلی قوانین کا تقابلی جائزہ"از ثوبیہ خان، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۳ء

2. "پاکستان میں عیسائی اقلیت اور ان کی مراعات کا تحقیقی جائزہ"از حافظ عقیل احمد، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۳ء

3. "اسلام اور پاکستانی مسیحی قانونِ وراثت کا تقابلی جائزہ"از مظہر فرید شاہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۴ء

4. "آنحضورﷺ کے مسیحیوں سے سیاسی تعلقات اور دورِ حاضر میں اُن کا اطلاق"از محمد عرفان واحد، بہاؤالدین زکریایونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۶ء

5. "مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ اور مذاہبِ باطلہ کا رد"از حافظ ضیاء الرحمٰن، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۶ء

6. "تالمود کا مطالعہ قرآنی احکامات کی روشنی میں"از فوزیہ بانو ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۷ء

7. "اسلام اور عیسائیت کے ہندو مت پر اثرات کا تقابلی جائزہ"از عابدہ نسرین صدیق، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۷ء

8. "پاپ بنی ڈیکٹ کے اسلامی تعلیمات پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ"از صبغۃ اللہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۹ء

9. "اسلام کے عقیدہ نبوت عیسائیت کے نظریہ نبوت سے تقابلی جائزہ" از محمد ندیم خان، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء

10. "مطالعہ بین المذاہب سے متعلق مسلم علماء کی اردو تصانیف کا تعارفی و تجزیاتی مطالعہ (۱۸۵۷ء-۱۹۴۷ء)" از فوزیہ رشید، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء

11. "رفاہ عامہ کے بارے میں عیسائیت اور اسلام کی تعلیمات (تقابلی و تجزیاتی مطالعہ)" از شبانہ کوثر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء

12. "گوجرانوالہ میں مسیحی اداروں کا کردار اور مسلم معاشرے پر اس کے اثرات" از حافظہ فرحت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء

13. "عیسائیت کے عقائد کارد تفسیر حقانی کی روشنی میں" از محمد عبداللہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء

14. "مطالعہ ادیان تفسیر نعیمی کی روشنی میں (تحقیقی و تقابلی جائزہ)" از عشرت ناہید بھٹہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، ۲۰۱۲ء

15. "Attributes of God in Islam and Christianity : A Comparative Study" by Zahida Perveen,Allama Iqbal Open University ,2013

16. "یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین سے مکالمے کا قرآنی اسلوب" از رخسانہ نورین، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء

17. "مسیحؑ اور مسیحیت کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نظریات کا جائزہ" از محمد عبداللہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۱۵ء

اس جُزوی اور ضمنی نوعیت کے کام کے باوجود اب تک اس موضوع پر کوئی براہِ راست اور مربوط تحقیقی و علمی کام سامنے نہیں آیا۔ لہذا اس موضوع کی مکمل تفصیل اور اس کا تجزیاتی مطالعہ تا حال تشنۂ تحقیق ہے۔ البتہ زیرِ نظر تحقیقی کام کی تکمیل میں مندرجہ بالا مواد سے مدد لی جاسکتی ہے۔ ان تحقیقی مقالات میں مسیحی فکر کا مطالعہ کرنے والے علماء کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان سے متعلق سوانحی معلومات، تصانیف

اور مسیحیت کے خلاف مناظرانہ جدوجہد کے تذکار و تجزیات کئے گئے ہیں۔ ان میں اسلام کی حقانیت اور مسیحیت کی علمی واعتقادی کمزوریوں کو واضح کیا گیا ہے۔ جامعات میں اسناد کے حصول کے لئے لکھے جانے والے تحقیقی مقالات کے علاوہ بہت سی کُتب بھی اس موضوع پر جُزوی معلومات فراہم کرتی ہیں۔ ان کتب میں میر ابراہیم سیالکوٹی کی "اعجاز القرآن بجواب تنویر الاذہان"[42]، "عصمتِ انبیاء"[43] اور "عصمت ونبوت"[44]، ابو السادات عبدالرشید کی "برہان اعظم بجواب دین قیم"[45]، ابو المنصور ناصر الدین دہلوی کی "رقیمۃ الوداد"[46]، "تبجیل التنزیل"[47]، "صحیح التاویل"[48]، "انعامِ عام"[49] اور "نوید جاوید"[50]، امداد صابری کی "آثارِ رحمت"[51] اور "فرنگیوں کا جال"[52]، مولوی بشیر الدین دہلوی کی" واقعاتِ دارالحکومت"[53]، پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی کی "پس نوشت۔ اردو کی اہم خود نوشتوں کا جائزہ"[54]، مولانا ثناء اللہ امرتسری کی "تقابلِ ثلاثہ"[55]، "اسلام اور مسیحیت"[56]، "توحید، تثلیث، اور راہ نجات"[57]، "برہان التفاسیر لاصلاح سلطان التفاسیر"[58]، "جواباتِ نصاریٰ"[59] اور "رسالہ قرآن العظیم"[60]، جاوید احمد عنبر مصباحی کی "اسلام اور عیسائیت-ایک تقابلی مطالعہ"[61]، مولوی چراغ علی کی "تعلیقات"[62]، خان بہادر رحیم بخش کی "ابن مریم"[63]، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کی "امہات الامہ"[64]، مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی "ازالۃ الاوہام"[65]، "ازالۃ الشکوک"[66] اور "اعجاز عیسوی"[67]، پروفیسر ساجد میر کی "عیسائیت-تجزیہ ومطالعہ"[68]، سر سید احمد خان کی "رسالہ احکام الطعام لاہل کتاب"[69] اور "سر سید کا سب سے آخری خط"[70]، سید عبد اللہ کی "مباحثہ مذہبی"[71]، سید محمد الحسینی کی "سیرت مولانا محمد علی مونگیری"[72]، سید محمد سلیم کی "ہندو پاکستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت"[73]، شیخ محمد اکرام کی "آبِ کوثر"[74]، "موجِ کوثر"[75]، "رُودِ کوثر"[76] اور "یادگارِ شبلی"[77]، ڈاکٹر صادق علی کی "البرہان علیٰ اعجاز القرآن"[78]، مولانا عبدالحق حقانی کی" تعریف قرآن رد تحریف قرآن"[79]، عبدالحئی لکھنوی کی "نزہۃ الخواطر"[80]، عبدالمجید سوہدروی کی "سیرت ثنائی"[81]، شیخ فتح حسین کی "منبع الحسنات فی تحقیق النجات"[82]، مولانا فیروزالدین ڈسکوی کی "اسرار التنزیل"[83]، "ایک سچے مسیح کی مناجات"[84]، "دفع طعن نکاح زینب"[85]، "عصمت النبی عن الشرک الجلی"[86]، "عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ"[87] اور "پیارے نبی ﷺ کے پیارے حالات"[88]، سید محمد سلیم کی "مغربی زبانوں کے ماہر علماء"[89]، محمد عبداللہ کی "انجیل و قرآن کا مقابلہ، اسلام اور عیسائیت کا مجادلہ"[90]، مولانا محمد مقتدی اثری عمری کی "تذکرۃ

المناظرین"[91]، قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی"برہان"[92]، "استقامت"[93]، "رحمۃ للعالمین ﷺ"[94] اور "سفر نامہ حجاز (سبیل الرشاد)"[95]، سید آلِ حسن موہانی کی "کتاب الاستفسار"[96]، سید ابوالاعلیٰ مودودی کی "نصرانیت قرآن کی روشنی میں"[97]، مولانا محمد علی مونگیری کی "دافع التلبیسات"[98] اور "مرآۃ الیقین لاغلاط ہدایۃ المسلمین"[99]، سید سلیمان ندوی کی "یادِ رفتگان"[100]، پروفیسر ہارون الرشید کی "اردو کا دینی ادب"[101] اور حافظ ولی اللہ لاہوری کی "ابحاثِ ضروری"[102] اور "صیانت الانسان عن وسوسۃ الشیطان فی رد تحقیق الایمان"[103] بڑی اہمیت کی حامل کتب ہیں۔ مذکورہ موضوع سے متعلق درج ذیل رسائل و جرائد بھی نہایت مفید ہیں۔

1. اختر راہی، ماہنامہ عالمِ اسلام اور عیسائیت، اسلام آباد
2. سہ ماہی فکر و نظر، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد
3. مولانا عبدالرؤف فاروقی، ماہنامہ مکالمہ بین المذاہب، مرکز تحقیق اسلامی، کاموں کے، گوجرانوالہ
4. مستقیم سلفی، ماہنامہ محدث، بنارس، ہند

تحقیق و تلاش کے کٹھن مراحل سے گزرنے کے باوجود موضوع زیرِ بحث سے براہ راست متعلق کوئی کتاب یا تحقیقی مقالہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ سطورِ بالا میں درج کردہ مقالات، کتب اور رسائل میں نو مسیحی افراد کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں پر کوئی تحقیقی کام نظر سے نہیں گزرا چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ برصغیر میں مسیحی ادب کے اس اہم گوشے پر تحقیق و تنقید کو آگے بڑھایا جائے۔ اسلامی فکر و فلسفہ، تقابلی مطالعات اور مذہبی تاریخ سے متعلق یہ ایک اہم تحقیقی کام ہے جس کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں پر مشتمل یہ لٹریچر دو مذہبی گروہوں کے جذبات اور طرزِ عمل کو جانچنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ساری دنیا کے انسان خصوصاً برِصغیر کے دونوں مذہبی گروہ اس تاریخی ذخیرہءعلم کے جائزے سے باہمی غلط فہمیوں کو دور کر سکتے ہیں نیز بدامنی اور عدمِ برداشت کے اسباب کو تلاش کر سکتے ہیں۔ آج کا انسان بین المذاہب مکالماتی دور سے گزر رہا ہے، اسے مذہبی رواداری کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ عصری ضروریات کی تکمیل کا تقاضا ہے کہ موضوعِ زیرِ بحث سے متعلق منتشر تاریخی و علمی سرمائے کو

یکجا کیا جائے اور غیر جانب دارانہ تجزیہ سے حقیقت پسندی، تفہیمِ مسائل اور مذہبی برداشت کی راہ ہموار کی جائے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ڈاکٹر سید حسین،امام غزالی کا فلسفہ ءمذہب واخلاق،ندوۃ المصنفین ،دہلی ۱۹۶۱،ص:۱۸۱وپروفیسیر خورشید احمد،اسلامی نظریہ ءحیات ،شعبہ ء تحقیق،جامعہ کراچی ،۱۹۸۱ء،ص :۳۲-۳۳وڈاکٹر حافظ محمد عبدالقیوم ،مطالعہ مذاہب کا مغربی منہاج اور اس کی فکری بنیادیں ،ارمغان علامہ علاؤالدین صدیقی ،مرتبہ :پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت،شعبہ علومِ اسلامیہ ،جامعہ پنجاب،لاہور ،۲۰۱۲ء،ص:۶۹-۹۴

[2] سید ابوالاعلیٰ مودودی (م۱۹۷۹ء)،الجہاد فی الاسلام ،ادارہ ترجمان القرآن،لاہور ،۲۰۰۵ء،ص:۳۲۸وڈاکٹر محمد زبیر صدیقی،اسلام اور مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ ،مجلہ :اسلام اور عصرِ جدید،انڈیا،اکتوبر،۱۹۶۹ء،ص:۱۲۱وڈاکٹر عبدالرشید ،ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ ،کراچی ،۱۹۸۲ء،ص:۲۳ وعبدالقادر شیبہ ،مترجم: ابو محمد ادریس اثری،اقوام عالم کے ادیان ومذاہب، مسلم پبلی کیشنز،لاہور، مئی۲۰۰۷ء،ص:۲۳۸-۲۳۹

[3] ابنِ ہشام، محمد عبد الملک ،ابو محمد ،السیرۃ النبویۃ،دارالفکر،بیروت ،لبنان ،۱۴۰۲ء،ج:۲،ص:۲۳۸وامام حاکم، محمد بن عبداللہ،ابوعبداللہ نیشاپوری،المستدرک،درالفکر،بیروت،لبنان،۱۳۹۸ھ،ج:۲،ص:۶۶۶،رقم۔۴۲۱۱

[4] امام قاسم بن اسمعیل الرسی،الرد علیٰ النصاریٰ،دارالآفاق العربیہ، قاہرہ،۱۴۲۰ھ

[5] ابنِ ربن طبریؒ،الدین والدولۃفی اثبات النبی محمد ﷺ،دارالآفاق الجدیدۃ،بیروت،۱۳۹۳ھ

[6] جاحظ،المختار فی الرد علیٰ النصاریٰ،دارالجیل ،بیروت، ۱۴۰۴ھ

[7] ابنِ حزم ظاہری،الفصل فی الملل والاھوءالنحل،دارالجیل بیروت،۱۴۱۶ھ

[8] ابوحامد محمد بن محمد الغزالی،الرد الجمیل لالھیۃ عیسیٰ بصریح الانجیل،دارالکتب، قاہرہ،۱۳۹۳ھ

[9] نجم الدین مختار بن محمود الزاہدی،الرسالۃالناصریۃ، منشورات مرکز المخطوطات والتراث والوثائق، کویت، ۱۴۱۴ھ

[10] ابوالبقاءصالح بن حسین جعفری،الرد علیٰ النصاریٰ،مکتبۃالمدارس، قطر،۱۴۰۹ھ

[11] ابن تیمیۃ،الرسالۃالقبرصیۃ،مکتبۃالمدنی،القاہرۃ،۱۳۸۰ھ

[12] ابن تیمیۃ،الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح،دارالفضیلۃ،الریاض،۱۴۲۴ھ

[13] پروفیسر ڈاکٹر سفیر اختر، برعظیم میں مطالعہ ءمذاہب کی مسلم روایت،ارمغانِ علامہ علاؤالدین صدیقیؒ،ص:۴۶

[14] جاوید ولیم،یہ دیس ہمارا ہے،مرتب: فادر فرانس ندیم،ادارہ ہم رنگ، سینٹ میری چرچ،۷-ٹی گلبرگ II،لاہور،۱۹۹۷ء،ص:۹۸

[15]مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح ہندوستان میں، قادیان،۱۹۰۸ء، ص۱۸

[16] www.Jesus- Kashmir – tomb .com

[17]والڈ، ایس این، مقدس توما، عباسی لیتھو آرٹ پریس، کراچی،۱۹۷۷ء، ص:۱۶۷و پادری برکت اللہ، صلیب کے ہراول، ولی پرنٹنگ ورکس، دہلی،۱۹۴۹ء ص:۱۸

[18]امداد صابری، فرنگیوں کا جال، فرید بک ڈپو، نیو دہلی، انڈیا،۲۰۰۸ء، ص:۱۳۶-۱۶۰و گارساں دتاسی، خطبات، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی،۱۹۷۵ء، ص:۲۵۴وامداد صابری، آثارِ رحمت، فرید بک ڈپو، نیو دہلی، انڈیا،۲۰۰۶ء، ص:۳۹

[19] Clark, Robert, The Missions, Church Missionary Society,London,1904,P:234

[20]ایس-کے-داس، تاریخ کلیسائے پاکستان، جے-ایس-پرنٹرز، لاہور،۱۹۹۵ء، ص۱۸۶وامداد صابری، فرنگیوں کا جال، ص:۲۱۷

[21]گارساں دتاسی، خطبات، ص۲۵۴وسید محمد میاں، علمائے ہند کا شاندار ماضی، مکتبہ رشیدیہ، کراچی،۱۹۹۲ء، حصہ ۳، ص۳۱۶

[22]سید آلِ حسن مہانی، کتاب الاستفسار، تحقیق، ڈاکٹر خالد محمود، دار المعارف، لاہور،۱۹۹۰ء، ص۳۹۱وامداد صابری، آثارِ رحمت، ص۱۲۶

[23]پادری عماد الدین، واقعاتِ عمادیہ، پنجاب ریلجس بک سوسائٹی، لاہور، س-ن، ص۷او پادری سلطان محمد پال، میں مسیحی کیوں ہو گیا؟، پنجاب ریلجس بک سوسائٹی، لاہور، س-ن، ص۶

[24]تنویر حسین، اصنافِ ادبِ اردو، مقبول اکیڈمی، سرکلر روڈ، چوک اردو بازار، لاہور،۲۰۰۹ء، ص:۱۹۷وعطش درانی، اردو اصناف کی مختصر تاریخ، مکتبہ میری لائبریری، لاہور،۱۹۸۷ء، ص:۱۰۶

[25]پنجاب ریلجس بک سوسائٹی، لاہور، س-ن، صفحات:۳۲

[26]نارووال،۱۹۷۰ء، صفحات:۹

[27]پنجاب ریلجس بک سوسائٹی، لاہور، س-ن، صفحات:۳۳

[28]ریلجس بک سوسائٹی،۱۹۵۳ء، صفحات:۱۳

[29]ریلجس بک سوسائٹی،۱۹۸۷ء

[30]بائبل سوسائٹی، لاہور، صفحات:۶

[31] The –Good Way ,Switzerland, First Edition,1998,Pages:80

[32] دکن،۱۹۴۵ء

[33] ۱۹۸۷، صفحات: ۵۰

[34] مترجمین: دوشاگرد،۲۰۰۷، صفحات: ۲۴۱

[35] ۱۹۳۲، صفحات: ۱۱۴

[36] مسیحی اشاعت خانہ،۳۶فیروزپورروڈ،لاہور،۲۰۰۴ء، صفحات: ۹۳

[37] سیالکوٹ ڈایوسیس چرچ آف پاکستان سیالکوٹ،۱۹۸۹ء، صفحات: ۹۶

[38] مسیحی اشاعت خانہ،۳۶فیروزپورروڈ،لاہور،۱۹۵۰ء

[39] مسیحی اشاعت خانہ،۳۶فیروزپورروڈ،لاہور،۱۹۹۷ء، صفحات: ۱۲۸

[40] مسیحی اشاعت خانہ،۳۶فیروزپورروڈ،لاہور،۱۹۹۶ء صفحات: ۸۰

[41] مکتبہ عناویم، پاکستان، جی ٹی روڈ سادھوکے، ضلع گوجرانوالہ،۲۰۰۵، صفحات: ۱۲۰

[42] اندر پریس، سیالکوٹ،۱۹۰۷ء

[43] سیالکوٹ، س۔ن

[44] مکتبہ ثنائیہ، سرگودھا، س۔ن

[45] مطبع صدیقی، لاہور،۱۸۹۷ء

[46] نصرۃ المطالع، دہلی،۱۸۷۴ء

[47] نصرۃ المطالع، دہلی، س۔ن

[48] نصرۃ المطالع، دہلی، س۔ن

[49] مطبع فاروقی، دہلی،۱۲۹۰ھ

[50] نصرۃ المطالع، دہلی،۱۲۱۹ھ

[51] فرید بک ڈپو، نیودہلی انڈیا،۲۰۰۶ء

[52] فرید بک ڈپو، نیودہلی انڈیا،۲۰۰۷ء

[53] دہلی، س۔ن

[54] کاغذی پیرہن، لاہور،۲۰۰۳ء

[55] نعمانی کتب خانہ،لاہور،س۔ن

[56] نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور،۱۹۹۹ء

[57] وزیر پریس،امرتسر،۱۹۱۴ء

[58] اُم القریٰ پبلی کیشنز، گوجرانوالہ،۲۰۱۱ء

[59] ثنائی برقی پریس،ہال بازار،امرتسر،۱۹۳۰ء

[60] برقی پریس،امرتسر،۱۹۲۴ء

[61] والضحیٰ پبلی کیشنز،داتادربار مارکیٹ،لاہور،۲۰۱۳ء

[62] مطبع منشی اصغر علی،لکھنو،۱۸۷۲ء

[63] لاہور،س۔ن

[64] شمسی پریس،دہلی،۱۹۰۸ء

[65] مکتبہ دارالعلوم،کراچی،۲۰۱۰ء

[66] مدراس،۱۳۲۶ھ

[67] ادارہ اسلامیات،اردو بازار،لاہور،۱۴۰۴ھ

[68] ،دارالسلام،لاہور،۲۰۰۱ء

[69] نول کشور پریس،کانپور،۱۸۶۲ء

[70] مرتبہ: وحیدالدین سلیم مطبوعہ تجارتی پریس، علی گڑھ،س۔ن

[71] مطبع منعمیہ،اکبرآباد،۱۲۷۰ھ

[72] مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی،۱۹۶۴ء

[73] ادارہ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ پاکستان،لاہور،۱۹۹۳ء

[74] ادارہ ثقافت اسلامیہ،۲۔کلب روڈ،لاہور،۲۰۱۱ء

[75] ادارہ ثقافت اسلامیہ،۲۔کلب روڈ،لاہور،۲۰۱۱ء

[76] ادارہ ثقافت اسلامیہ،۲۔کلب روڈ،لاہور،۲۰۱۲ء

[77] ادارہ ثقافت اسلامیہ،۲۔کلب روڈ،لاہور،۱۹۹۴ء

[78] مطبع چودھویں صدی،راولپنڈی،۱۳۱۴ھ

[79] مطبع مجتبائی،دہلی،۱۲۹۰ھ

[80] حیدرآباد،۱۹۸۱ء

81مکتبہ قدوسیہ،لاہور،س۔ن
82مطبع قیومی،کانپور،۱۳۲۲ھ
83مفید عام پریس،سیالکوٹ،۱۸۹۶ء
84مفید عام پریس،سیالکوٹ،۱۹۰۶ء
85مفید عام پریس،سیالکوٹ،۱۳۱۱ھ
86مفید عام پریس،سیالکوٹ،۱۸۹۸ء
87مفید عام پریس،سیالکوٹ،۱۹۰۳ء
88سوانک پبلشنگ ہاؤس، گجرات،۱۳۵۱ھ
89ادارہ تعلیمی تحقیق،لاہور، بار اول،۱۹۹۳ء
90نظامی پریس،بدایوں،۱۹۳۰ء
91دارالنوادر،اردو بازار،لاہور،۲۰۰۷ء
92کیلسن پرنٹنگ پریس،لاہور،۱۹۱۴ء
93المکتبہ السلفیہ،لاہور،۱۹۶۱ء
94 المکتبہ السلفیہ،لاہور،۱۹۹۰ء
95شیخ غلام علی اینڈ سنز،لاہور،ط:۲،۱۹۸۶ء
96 تحقیق: ڈاکٹر خالد محمود،دارالمعارف،لاہور،۱۹۹۰ء
97ادارہ ترجمان القرآن،لاہور،۱۹۹۶ء
98نامی پریس،کانپور،۱۳۰۲ھ
99مطبع رحمانیہ، مونگیر،۱۹۳۹ء
100مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی،۱۹۸۳ء
101میڈیا گرافکس،نارتھ، کراچی،۲۰۰۶ء
102دارالسلام،لاہور،۱۳۳۲ھ
103مطبع مصطفائی،لاہور،۱۲۸۹ھ